شیعہ واہل سنت

تالیف: شیخ صالح بن عبداللہ چیف جسٹس قطیف ہائی کورٹ، سعودی عرب
ترجمہ: ابومسعود عبدالجبار سلفی، دیپال پور

صحابہ کرامؓ اور اہلِ بیت عظام کے درمیان
قابلِ رشک برادرانہ تعلقات

شیعہ سنی منافرت وطن عزیز میں کئی سالوں سے زوروں پر ہے۔مختلف اندرونی وبیرونی عوامل اس کو ہوا دے کر اپنے نتائج حاصل کرنا چاہتے ہیں۔گذشتہ دنوں اسی منافرت کو ہوا دے کر عراق میں امریکی جارحیت کے لئے وجہِ جواز فراہم کرنے کی بھی کوششیں ہوئیں، جس میں انہیں کامیابی نہ مل سکی۔غیر مسلموں کا ہمیشہ سے یہی ہتھیار رہا ہے کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر اپنے مقاصد حاصل کئے جائیں۔شیعہ سنی اختلاف کا بنیادی نکتہ 'مسئلہ خلافت اور واقعہ کربلا' ہے جس کی وجہ سے شیعہ حضرات خلفاء راشدین کے حق میں ناروا کلمات کہتے ہیں اور اسی سوءِ ادب سے اہل سنت کے جذبات مشتعل ہوتے ہیں۔

زیر نظر مقالہ میں ان تمام تاریخی دلائل کو جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے جن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کوتاہ بینی کی وجہ سے جن صحابہ کرام اور اہل بیت کو جدا کرنے کی مذموم کاوشیں آئے روز کی جاتی ہیں، وہ خود آپس میں محبت ومودت کے کیسے گہرے تعلقات اور جذبات رکھتے تھے۔مقالہ نگار موصوف نے جو سعودی عرب کی بڑی فاضل عدالتی شخصیت ہیں، اس مقالہ میں کئی اعتبار سے نبی کریمؐ کے اہل بیت اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے درمیان حسنِ تعلق کو تاریخی حوالوں سے پیش کرنے کی سعی مشکور فرمائی ہے۔جن میں دو نوعیت کے تعلقات یعنی ایک دوسرے کے مشابہ نام (دلالة التسمية) رکھنا اور ایک دوسرے سے شادی بیاہ کے تعلقات (دلالةالمصاهرة) کا تذکرہ اس شمارے میں شائع کیا جارہا ہے۔ (مدیر)

اصحابِ رسول ﷺ کے چند اَوصاف

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ امت کا ایک منفرد طبقہ تھے اور اسے وہ امتیازات اور خوبیاں حاصل تھیں جو دوسرے طبقات کو حاصل ہونا ناممکن ہیں۔وہ شرفِ صحابیت کے مقام پر

www.KitaboSunnat.com

فائز ہیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے اور آپؐ نے ہی ان کی تربیت کی اور انہیں تعلیم دی اور انہیں آداب سے بہرہ ور فرمایا، ان کو لے کر آپؐ نے کفار سے جہاد کیا اور انہوں نے ہی آپؐ کا ساتھ دیا۔ یہاں ہم ان کے اوصاف میں سے ایک وصف پر توجہ مرکوز کرتے ہیں اور وہ وصف اس لائق ہے کہ اس کی تدریس اور تشریح کی جائے اور اس کا تذکرہ ہر سو پھیلایا جائے اور وہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں اور گروہوں کے نزدیک نشان راہ بن جائے۔ آپ جانتے ہیں کہ وہ وصف کون سا ہے؟ وہ ہے 'باہمی رحمت ومودّت'

ذرا سوچئے گفتگو کا آغاز اس وصف سے کرنے کی کیا وجہ ہے؟

قارئین کرام! آپ نے کیا اس مرغوب وصف کی حقیقت کے بارے میں سوچا ہے؟ بلاشبہ آپ کو اس موضوع پر بات کرنے سے بہت سے اسباب ملیں گے، لیکن میں اس مقالے کے اختصار کے پیش نظر چند اَسباب کا تذکرہ کروں گا:

پہلا سبب

صفتِ ذاتی اور اس میں پنہاں حقائق اور اَوصافِ محمودہ، اور اس صفت کے متعلق نازل ہونے والی آیات اور حضرت رسول کریم صلوٰۃ اللہ علیہ وعلیٰ آلہ الاطہار سے منقول شدہ احادیث اور آپؐ کے اخیار صحابہ کرامؓ سے مروی آثار۔ چنانچہ غور فرمایئے، ہمارا اللہ سبحانہ وتعالیٰ، رحمن اور رحیم ہے اور اس نے اپنے حبیب ﷺ کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

{ لَقَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ} (التوبہ:۱۲۸)

''تحقیق تمہارے پاس رسول آیا جو تمہاری جانوں سے ہے۔تمہارا مشقت میں پڑنا اس پر گراں گزرتا ہے، وہ تم پر (آسانیوں کا) حریص ہے اور مومنوں کے ساتھ مشفق اور مہربان ہے۔''

اور حضرت رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا:

«من لا یرحم لا یرحم» ''جو کسی پر رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔'' (متفق علیہ)

اور صفتِ ذاتی کے متعلق گفتگو لمبی ہوجائے گی اور اس صفت کے متعلق بیان شدہ نصوص بہت زیادہ ہیں جو آپ پر مخفی نہیں ہیں۔ [1]

www.KitaboSunnat.com

دوسرا سبب

یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے رسولؐ کے صحابہؓ کی تعریف کے لئے اس صفت کو پسند فرمایا ہے اور دوسری صفات کی بجائے اس صفت کے اختیار میں بہت سی غیر معمولی اہمیت والی حکمتیں اور فائدے ہیں اور ان کی تعریف میں اس صفت کو اختیار کرنے میں علمی اعجاز بھی ہے۔ جو انسان بھی اس نکتے پر غور کرے گا تو اس پر یہ اعجاز آشکارا ہوجائے گا، کیونکہ آیت قرآنی میں خصوصی طور پر صفتِ رحمت جو ان کے درمیان موجود تھی کو دوسری صفات کی بجائے اللہ نے بھی امتیاز سے بیان کیا ہے۔اس میں ان اعتراضات اور الزامات کا ردّ ہے جو اس وقت ظاہر نہیں ہوئے تھے اور نہ ہی وہ کتابوں میں لکھے گئے تھے اور بعد ازاں وہ قصہ گو حضرات کی زبانوں کا چٹخارا بن گئے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

{مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُوْدِ}(الفتح:۲۹)

''محمد اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر بڑے سخت ہیں اور آپس میں رحمدل ہیں، تو انہیں رکوع اور سجدے کرتے ہوئے دیکھے گا وہ اللہ کا فضل اور خوشنودی تلاش کرتے ہیں۔ انکے چہروں پر سجدوں کے اثر کی وجہ سے (شرف ووقار کی) نشانیاں ہیں۔''

تیسرا سبب

اس حقیقت کی تعیین (کہ آپ کے صحابہ کرامؓ آپس میں رحم دل تھے) اور یہ کہ رحمت کی صفت ان کے دلوں میں جاگزیں تھی، ان روایات اور اوہام اور قصوں کہانیوں کو ردّ کردیتی ہے جو اصحابِ رسول کی ہمارے سامنے یہ تصویر پیش کرتی ہیں کہ وہ آپس میں نامانوس اور نفور تھے اور ان کے درمیان عداوت چھائی ہوئی تھی!!

جب آپ کے نزدیک یہ حقیقت ثابت ہوگئی کہ صحابہ کرامؓ آپس میں رحم دل تھے اور یہ بات آپ کے دل کی گہرائیوں میں اُتر گئی تو آپ کے دل سے ان لوگوں کے متعلق حسد وکینہ نکل جائے گا، جن کے متعلق اللہ نے دعا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

{وَالَّذِيْنَ جَآؤُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا

تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا رَبَّنَا إِنَّکَ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ} (الحشر:١٠)

''اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں: اے ہمارے ربّ! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ایمان قبول کرنے میں ہم سے سبقت لے گئے اور ہمارے دلوں میں ان لوگوں کے متعلق حسد و کینہ نہ پیدا کر جو ایمان لائے، اے ہمارے ربّ تو بخشنے والا مہربان ہے۔''

چوتھا سبب

محققین کے نزدیک معتمد اُصول یہ ہے کہ متن کا سند کے ساتھ اہتمام کیا جائے اور اسناد کے ثبوت کے بعد روایات کے متون کی طرف آیا جائے اور روایات کا مفہوم قرآن کی نصوص اور اسلام کے کلی اُصول کے مطابق سمجھا جائے۔ یہ ہے علم میں رسوخ حاصل کرنے والوں کا طور طریقہ ،تاریخی روایات کی تحقیق میں اس منہج کی بطور خاص پابندی ضروری ہے، لیکن افسوسناک معاملہ یہ ہے کہ مؤرخین نے اَسانید پر توجہ نہیں دی اور انہوں نے تاریخ و ادب کی کتابوں میں صرف روایات کی موجودگی پر اکتفا کیا ہے دوسری طرف جنہوں نے اسانید کا اہتمام کیا ہے، انہوں نے متون پر غور کرنے اور اُنہیں قرآن کے ساتھ موزوں کرنے میں غفلت سے کام لیا ہے۔

قارئین کرام! فیصلہ کرنے اور بہتانات کو ہوا دینے سے قبل، بلکہ اپنے تاریخی اسٹاک اور خاندانی معلومات پر اعتماد کر کے احکام صادر کرنے سے قبل بلکہ جذباتی کینے سے قبل ٹھنڈے دل سے غور کیجئے اور ان دلائل کا مطالعہ کیجئے جو میں نے درج ذیل سطور میں پیش کئے ہیں۔ یہ دلائل اپنی وضاحت وستھرائی، قربِ فہم اور قوتِ معانی کے باوجود نامانوس تو ہیں، لیکن یہ موجودہ صورت حال سے ہم آہنگ ضرور ہیں اور قرآنی نص سے مطابقت اور قوت رکھتے ہیں جیسا کہ سورۂ فتح کے آخر میں ہے:

{ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ أَشِدَّاءُ عَلَى الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذَالِکَ مَثَلُهُمْ فِيْ التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِيْ الاِنْجِيْلِ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَآزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْکُفَّارَ وَعَدَ اللهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ

www.KitaboSunnat.com

مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا} (الفتح:۲۹)

''محمدؐ، اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں تو انہیں جھکے ہوئے سربسجود پائے گا، وہ اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی تلاش کرتے ہیں، سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں پر (شرافت و وقار کی) نشانیاں ہیں۔ ان کے یہی اَوصاف تورات میں بیان ہوئے ہیں اور یہی اوصاف انجیل میں ہیں اس کھیتی کی طرح جس نے اپنی کونپل نکالی پھر اس کو مضبوط کیا پھر وہ موٹی ہوئی پھر وہ اپنی نال پر کھڑی ہوئی اور کسانوں کو خوش کرنے لگی تاکہ اللہ ان (کی قوت وشوکت) کے ساتھ کفار کا دل جلائے۔ اللہ نے ان لوگوں کے ساتھ جو ان میں سے ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اعمال کئے، مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا:

{وَالَّذِيْنَ جَاؤُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ} (الحشر:۱۰)

''(اور مالِ فئ سے ان لوگوں کا بھی حصہ ہے) جو ان (مہاجرین) کے بعد آئے اور وہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے ایمان قبول کرنے میں سبقت لے گئے اور ہمارے دلوں میں ان لوگوں کے متعلق کینہ وکدورت پیدا نہ کر جو ایمان لائے، اے ہمارے رب تو بلاشبہ شفقت کرنے والا مہربان ہے۔''

اللہ آپ کی نگہبانی فرمائے، آپ مذکورہ بالا آیات کو پڑھیں اور ان کے معانی میں غوروفکر کریں۔ ان آیات میں صحابہ کرامؓ کی باہمی محبت کی گواہی اللہ تعالیٰ نے خود دی ہے۔

پہلا مبحث: دلالۃ التسمیۃ

اسم (نام) کا مسمّٰی (نامزد انسان) پر اشارہ ہوتا ہے اور وہ اس کا ایسا نشان بن جاتا ہے جو اسے دوسرے انسانوں سے جدا کرتا ہے اور لوگوں میں نام رکھنے کی روش رواج پاچکی ہے اور کوئی عقل مند انسان نام کی اہمیت میں شک نہیں کرسکتا، کیونکہ اس کے ساتھ ہی پیدا ہونے والے بچے کو پہچانا جاتا ہے اور اسے اس کے بھائیوں اور دیگر بچوں سے شناخت کیا جاتا ہے اور وہ اس کی اور اس کے بعد اس کی اولاد کی علامت بن جاتا ہے۔ انسان فنا ہوجاتا ہے اور

اس کا نام باقی رہ جاتا ہے۔ اسم سُمُوّ سے مشتق ہے جس کا معنی بلندی ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ وِسمٌ سے بھی مشتق ہے جس کا معنی علامت ہوتا ہے۔ یہ تمام الفاظ پیدا ہونے والے بچے کے نام کی اہمیت پر دلالت کرتے ہیں۔

والد کی نفسیات اور محبت و وجاہت کا اندازہ لگانے میں نام کی اہمیت مخفی نہیں ہے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نام کا انتخاب والد کی دین داری اور عقل پر دلالت کرتا ہے، کیا آپ نے کبھی سنا کہ عیسائی اور یہودی اپنی اولاد کا نام محمدؐ رکھتے ہوں؟ یا مسلمان اپنی اولاد کا نام لات اور عزیٰ رکھتے ہوں؟

ایسے ہی نام سے بیٹے کا اپنے باپ سے ربط ہوتا ہے، باپ اور گھر والے اپنے بچے کو اس نام سے ہی پکارتے ہیں جو انہوں نے پسند کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ خاندان کے افراد کے درمیان اسم (نام) کا استعمال کثرت سے ہوتا ہے۔ دورِ قدیم میں کہا جاتا تھا: ما اسمک أعرف أباک

''آپ کا نام کیا ہے تاکہ اس کے ذریعے تیرے باپ کو پہچانوں......''

(دیکھئے تسمیة المولود مؤلفہ بکر بن عبداللہ ابوزید)

اسلام میں نام کی اہمیت

نام کی اہمیت کو پہچاننے کے لئے ناموں کے متعلق شریعت کا اہتمام ہی کافی ہے۔ چنانچہ حضرت رسولِ کریم ﷺ نے صحابہؓ میں بعض مردوں اور عورتوں کے نام بدل دیے تھے۔ بلکہ آپؐ نے 'شہنشاہ' جیسے نام رکھنے سے روک دیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ ناپسند اور قبیح نام والا وہ شخص ہے جو 'شہنشاہ' کے نام سے ہو اور آپؐ نے عبداللہ و عبدالرحمن جیسے نام رکھنے کی تاکید فرمائی، کیونکہ ان میں مسمّٰی (نام والے) کے اللہ کے بندہ ہونے کی علامت پائی جاتی ہے۔''

حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: «أحب الأسماء إلی اللہ عبداللہ و عبدالرحمن»

''اللہ کے ہاں محبوب ترین نام عبداللہ اور عبدالرحمن ہیں۔''

آپؐ کو اچھا نام پسند ہوتا تھا اور آپؐ اس کے ذریعے نیک فال لیتے تھے اور یہ بات آپؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کا علم رکھنے والے بخوبی جانتے ہیں۔

علمائے اُصول ولغت کے ہاں یہ تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ ناموں میں واضح اِشارات اور معانی ہوتے ہیں جو شخصیت میں پنہاں چیزوں کی نشاندہی کرتے ہیں اور اس مسئلہ کی تحقیق لغت اور اُصولِ فقہ کی کتابوں میں موجود ہے اور علمائے کرام رحمہم اللہ علیہم نے اس مسئلہ پر اور اس کے متعلقات اور اس سے پیدا ہونے والے بہت سے مسائل پر طویل بحث کی ہے۔

میں آپ سے پوچھتا ہوں......

- آپ اپنے بچوں کے نام کس چیز کو مدنظر رکھ کر ٹھہراتے ہیں؟
- کیا آپ اپنی اولاد کے لئے وہی نام نہیں پسند کرتے جس کا معنی آپ کے نزدیک یا بچے کی ماں اور گھر والوں کے نزدیک پیارا ہوتا ہے؟
- کیا آپ اپنی اولاد کے نام اپنے دشمنوں کے ناموں پر رکھنا پسند کریں گے؟

کیا عقل اس بات کو مانتی ہے کہ ہم اپنے لئے تو وہ نام پسند کریں جو ہمارے نزدیک تو کسی معنی اور مفہوم کے حامل ہوں اور پیغمبر کے بعد سب انسانوں سے افضل ہستیوں کے متعلق کہا جائے کہ انہوں نے بعض سیاسی اور معاشرتی وجوہات سے مجبور ہو کر یہ نام رکھے تھے اور اس نام کا مفہوم اور دلالت ان کے پیش نظر نہیں تھی۔

اُمت کے عقل مند ترین لوگ، قائد اور اپنی ذات وحسب کے اعتبار سے عزت دار شخصیتوں کو تو وسیع انسانی کمالات سے محروم کر دیا جائے اور انہیں اس بات کا حق نہ دیا جائے کہ وہ اپنی اولادوں کے نام ان شخصیتوں کے ناموں پر رکھیں جن کی فضیلت اور محبت کا انہیں اعتراف ہے بلکہ (وہاں ہم یہ غلط نظریہ اپنالیں کہ) انہوں نے کچھ بچوں کے نام اپنے دشمنوں کے نام پر رکھ لئے تھے۔ بھلا آپ اس بات کی تصدیق کریں گے؟

اور یہ بات بھی آپ کے علم میں ہونی چاہیے کہ نام صرف ایک فرد کا نہیں بلکہ اولاد میں کئی افراد کا ہو، اور وہ بھی عداوت مٹ جانے کے صدیوں بعد نہیں بلکہ (مدعیانِ حبِ اہل بیت کے بقول) عداوت کے عروج کے دور میں، درحقیقت پیار ومحبت کے عروج کے دور میں رکھا گیا ہو۔

نام تجویز کرنے کا مسئلہ نہایت اہم ہے، اس کی تحقیق اور اس کا اہتمام نہایت ضروری ہے، کیونکہ اس میں بہت بڑے اشارے اور دلائل ہیں۔ اس میں اس داستانوں اور وسوسوں

www.KitaboSunnat.com

اور خیالی قصوں کا ردّ بھی ہے اور دل و جذبات کو اپیل کرنے کا موقع بھی اور اس میں عقل مندوں کے لئے عقل مندوں کو قائل کرنے کا مواد بھی ہے جسے ردّ کرنا اور اس کی تاویل کرنا ممکن نہیں ہے۔اس تمہید کے بعد ہم اصل مقصد کی طرف لوٹتے ہیں :

① امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰؓ نے خلفاے ثلاثہ سے شدید محبت کی بنا پر اپنے چند بچوں کے نام ان کے ناموں پر رکھے اور وہ یہ ہیں :

- ابوبکر بن علی بن ابی طالب جو اپنے بھائی حضرت حسینؓ کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے۔ان پر اور ان کے باپ پر اعلیٰ و افضل درود وسلام ہو۔
- عمر بن علی بن ابی طالب جو اپنے بھائی حسینؓ کے ساتھ معرکہ کربلا میں شہید ہوئے۔ ان پر اور ان کے باپ پر اعلیٰ و افضل درود وسلام ہو۔
- عثمان بن علی بن ابی طالب جو اپنے بھائی حسینؓ کے ساتھ حادثہ کربلا میں شہید ہوئے۔ان پر اور ان کے باپ پر اعلیٰ و افضل درود وسلام ہو۔

② امیر المؤمنین سیدنا حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب نے جنہیں عظیم قربانی کی بدولت فرشتہ رحمت کا لقب دیا گیا...... اپنی اولاد کے نام

- ابوبکر بن حسنؓ بن علی المرتضیٰؓ
- عمر بن حسنؓ بن علی المرتضیٰؓ
- طلحہ بن حسنؓ بن علی المرتضیٰؓ رکھے اور یہ سب اپنے چچا سیدنا حسین بن علیؓ کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے۔

③ ریاضِ رسول کے مشک بار پھول سیدنا حسینؓ نے بھی اپنے بیٹے کا نام

- عمر بن حسینؓ رکھا۔

④ مدعیانِ حبِ اہل بیت کے چوتھے امام سید التابعین علی بن حسینؓ، زین العابدین نے اپنی بیٹی کا نام

- عائشہ بنت علی بن حسینؓ رکھا اور ان سے ان کی نسل بھی موجود ہے۔[۲]

www.KitaboSunnat.com

علاوہ ازیں دیگر اہل بیت کرام مثلاً حضرت عباسؓ بن ابی طالب اور حضرت جعفرؓ بن ابی طالب اور مسلمؓ بن عقیل کی اولاد میں بھی یہ نام آپ کو ملیں گے۔ یہاں ان کے ایسے ناموں کا شمار تو مقصود نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ نام رکھنے کا یہ عمل ہمارے مقصد پر بخوبی دلالت کرتا ہے جیسا کہ حضرت امیر المومنین علیؓ اور حضرت سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ کی اولاد کے ناموں کا ذکر ہو چکا ہے......ان پر اللہ کی طرف سے ہزار ہا درود وسلام ہو!

مناقشہ

شیعہ میں سے چند لوگ اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰؓ اور ان کے صاحبزادوں رضی اللہ عنہ عنہم نے اپنی اولاد کے نام ان ناموں پر رکھے ہوں، لیکن یہ ان لوگوں کا طرزِ عمل ہے جنہیں علم الانساب والاسماء کا علم نہیں ہے اور کتابوں سے ان کا تعلق بھی محدود ہے اور بحمد اللہ ایسے لوگوں کی تعداد تھوڑی ہے ۔ دوسری طرف کبار ائمہ اور علمائے شیعہ نے ایسے لوگوں کی تردید کی ہے، کیونکہ ان ناموں کے وجود کے دلائل حقیقی اور قطعی ہیں اور ان کی اولاد کے وجود پر دال ہیں اور یہ شیعہ کی معتمد کتابوں حتیٰ کہ سانحہ کربلا کی روایات میں بھی موجود ہیں، کیونکہ حضرت ابوبکرؓ بن علیؓ بن ابی طالب، اس طرح ابوبکر بن حسن بن علیؓ اور علاوہ ازیں دیگر نوجوانانِ اہل بیت حضرت سیدنا حسینؓ کے ساتھ ہی شہید ہوئے تھے۔

یہ حضرت حسینؓ کے ساتھ تھے اور شیعہ نے اپنی کتابوں میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور آپ یہ نہ کہیں کہ ہم 'حسینیات' میں تو یہ نام نہیں سنتے اور نہ ہی ماتم کے دنوں میں ان کا تذکرہ ہوتا ہے کیونکہ عدمِ ذکر، عدمِ وجود پر دلالت نہیں کرتا۔ کربلا کی آزمائش میں حضرت عمرؓ بن علیؓ بن ابی طالب اور حضرت عمرؓ بن حسنؓ السبط کی جواں مردی ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔

مقصد یہ ہے کہ ائمہ کرام کا اپنی اولاد کے نام، حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ و عائشہؓ وغیرہم کبار صحابہ کے نام پر رکھنے کا مسئلہ ایسا ہے کہ آپ کو شیعہ کے ہاں سے اس کا تسلی بخش جواب نہ ملے گا، کیونکہ یہ تو ممکن نہیں کہ ہم ناموں کے معاملے کو بلا دلالت و معنی قرار دیں اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ ہم اسے اہل السنہ کی شیعہ کتب میں دسیسہ کاری قرار دیں، کیونکہ اس طرح کرنے

www.KitaboSunnat.com

کا مطلب تمام کتابوں کی تمام روایات میں تشکیک پیدا کرنا ہوگا۔ ممکن ہے کہ جو چیز شیعہ کو پسند نہ آئے وہ کہہ دیں کہ یہ دسیسہ کاری ہے!!

خصوصی طور پر اس صورت میں کہ ہر عالم کو روایات قبول کرنے یا ردّ کرنے کا حق ہے، اس لئے کہ ان کے ہاں اس کا کوئی ضابطہ نہیں ہے۔ بیک وقت ہنسا اور رُلا دینے والا نادر قول یہ ہے کہ کبار صحابہ کے ناموں پر نام رکھنے کی غرض تقیہ کے طور پر انہیں سب وشتم کرنا ہے!!

سبحان اللہ! کیا ہمارے لئے جائز ہے کہ ہم یہ نظریہ رکھیں کہ حضرت علیؓ اپنے ساتھیوں اور عام مسلمانوں کو دھوکا دیتے تھے؟ اور حضرت علیؓ اس غرض سے اپنی اولاد کو کیوں دکھ دیتے تھے؟ اور حضرت علی کو ان ناموں کے ذریعے کن سے بچاؤ کی توقع تھی؟ آپؓ کی شجاعت اور عزتِ نفس اس بات سے انکار کرتی ہے کہ وہ بنوتیم یا بنوعدی یا بنواُمیہ کی وجہ سے اپنے آپ کو یا اپنی اولاد کی توہین کرتے ہوں۔

حضرت علی المرتضیٰؓ کی سیرت کا مطالعہ کرنے والا حق الیقین رکھتا ہے کہ آپؓ بہادر ترین آدمی تھے، برخلاف ان جھوٹی روایات کے جو انہیں ایسا بزدل ثابت کرتی ہیں کہ وہ اپنے دین اور اپنی عزت وتکریم کی پامالی پر چپ سادھ لیتے تھے۔ افسوسناک معاملہ یہ ہے کہ ایسی روایات ان کی کتابوں میں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔

نتیجہ یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؓ اور آپؓ کے صاحبزادوں جیسے ائمہ اہل بیتؓ کا طرزِ عمل، عقلی، نفسیاتی اور حقیقی اعتبار سے اس بات کی مضبوط دلیل ہے کہ اہل بیت سچے دل سے خلفاے راشدین اور تمام اصحابِؓ رسولؐ سے محبت رکھتے تھے اور آپ بذاتِ خود بھی اس صورتِ حال کا اندازہ کرسکتے ہیں اور اسے جھٹلانے کی مجال نہیں اور یہ صورتِ حال اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تصدیق کرتی ہے کہ

{ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُوْدِ }

''محمد، اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں تو انہیں جھکے ہوئے سربسجود پائے گا وہ اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی تلاش کرتے

www.KitaboSunnat.com

ہیں، سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں پر (شرافت و وقار کی) نشانیاں ہیں۔'' (الفتح:۲۹)
خود مختار و آزاد رو قارئین کرام! آیت کو دوبارہ تلاوت کریں اور اس کے معانی پر غور کریں اور صفتِ رحمت پر بھی غور فرمائیں۔

دوسرا مبحث: دلالة المصاهرة (باہمی رشتہ داریاں)

قارئین کرام! بیٹیاں جگر کے ٹکڑے اور دل کا پھول ہوتی ہیں، ہم انہیں کن کے سپرد کرتے ہیں؟ کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ انہیں کسی فاجر یا مجرم کے سپرد کریں، بلکہ ان کی ماں یا بھائی کے قاتل کے ہاتھ میں دے دیں۔صہری اور نسبی کے الفاظ آپ کو کیا چیز باور کراتے ہیں۔
لغت میں مصاهرة صَاهَرَ کا مصدر ہے۔ جب آپ کسی قوم میں شادی کریں تو کہیں گے: صاهرت القوم کہ میں نے فلاں قوم سے رشتہ ناتا کیا۔
ازہری کہتے ہیں کہ صهر کا لفظ محرم عورتوں کے قریبی رشتہ داروں پر مشتمل ہے اور محرم عورتوں کے قریبی رشتہ دار اس کے والدین اور بھائی وغیرہ ہی ہوتے ہیں اور شادی کے بعد مرد کے قرابت دار محارم عورت کی صهر (سسرال) ہوتے ہیں۔لہٰذا مرد کا صهر اس کی بیوی کے قرابت دار ہیں اور عورت کے صهر اس کے خاوند کے رشتہ دار ہیں۔
خلاصہ یہ کہ لغت میں مصاهرت کا معنی ہے: عورت کے قرابت دار، اور کبھی مرد کے قرابت داروں پر بھی صهر کا اطلاق کیا جاتا ہے، اللہ سبحان و تعالیٰ نے اس مصاہرت کو اپنی نشانیوں میں بیان کیا ہے۔فرمانِ الٰہی ہے:

{وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَاۗءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا وَ كَانَ رَبُّکَ قَدِیْرًا}
''اللہ وہ ذات ہے جس نے پانی سے بشر کو پیدا فرمایا اور اس کا نسبی اور سسرالی رشتہ بنایا اور تیرا ربّ قدرت والا ہے۔'' (الفرقان:۵۴)

اس آیت میں غور کیجئے کہ انسان ایک بشر ہے۔اللہ نے اسے ایسا بنایا ہے کہ وہ دوسروں کے ساتھ ازدواجی رشتے ناطے قائم کرتا ہے۔نسب اور مصاہرت ایک شرعی تعلق ہے اور اللہ نے اسے نسب کے ہم پلہ قرار دیا ہے۔'نسب' سے مراد باپ کے قرابت دار ہیں اور بعض علما کا خیال ہے کہ ہر طرح کی مطلق قرابت داری کو نسب کہا جاتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے نسب اور مصاہرت کے درمیان تعلق قائم کردیا ہے اور اس تعلق میں عظیم اشارے اور دلالتیں ہیں جن سے غفلت نہیں برتنی چاہئے۔

تاریخ مصاہرت

عربوں کے ہاں مصاہرت کا خاص مقام و مرتبہ ہے۔ وہ نسب پر فخر کے قائل ہیں اور اس بنا پر وہ اپنی بیٹیوں کے شوہروں اور ان کے مرتبہ و مقام پر بھی فخر کرتے ہیں اور وہ ان لوگوں سے اپنی بیٹیاں نہیں بیاہتے جنہیں وہ اپنے سے کم تر خیال کرتے ہوں اور ان کے بارے میں یہ بات بہت مشہور ہے بلکہ ایسا بہت سے عجمی طبقات میں بھی پایا جاتا ہے اور یورپ میں آج کل اسی نسلی امتیاز کو معاشرتی مشکلات قرار دیا جاتا ہے۔

عرب لوگ اپنی عورتوں پر غیرت کھاتے ہیں اور اسی غیرت اور خوفِ عار نے بعض لوگوں کو اپنی ننھی ننھی بچیوں کو زندہ درگور کرنے تک پہنچا دیا تھا اور اسی عورت کی وجہ سے لڑائیاں ٹھن جاتیں اور خونی دریا بہہ پڑتے۔ بس اتنا اشارہ ہی طویل عبارت اور گفتگو سے بے نیاز کردیتا ہے۔ غرض یہ بات آپ سے مخفی نہیں ہے کہ اس کے اثرات آج تک باقی ہیں۔

اسلام میں مصاہرت

اسلام آیا تو اس نے بلند اخلاق اور حمیدہ اوصاف کو برقرار رکھا اور قبیح عادات و نظریات سے ہمیں منع کردیا اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے واضح کردیا کہ اصل اعتبار تقویٰ کا ہے: {إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ} (الحجرات:۱۳) ''تم میں سے اللہ کے ہاں معزز وہ ہے جو سب سے بڑھ کر متقی ہو۔'' یہی مرتبہ و مقام شرعی میزان بھی ہے۔

آپ دیکھتے ہیں کہ فقہاے کرامؒ نے دین، نسب اور پیشے میں برابری پر بحث کی ہے اور اس کے متعلقات پر طویل مباحثے کئے ہیں کہ کیا عقدِ زواج یا اس کے لوازمات میں کفاءت (برابری) شرط ہے یا نہیں؟ اور کیا یہ بیوی کا حق ہے یا اس میں اولیا بھی شریک ہیں؟ جب انہوں نے نکاح پر گفتگو کی ہے تو اس طرح کے دیگر مباحث پر اظہارِ خیال کیا ہے۔

جہاں تک عزت و آبرو بچانے اور عورتوں پر غیرت کرنے کا مسئلہ ہے تو اس سلسلے میں

www.KitaboSunnat.com

حضرت نبی کریم ﷺ نے اپنی آبرو کی خاطر قتل ہونے والے کو شہید قرار دیا ہے اور آپ ؐ نے بنفس نفیس اس عورت کی خاطر لڑائی کی قیادت کی تھی جس کے پردے سے یہودیوں نے بے ہودگی کی تھی۔ اس سلسلے میں حضرت رسولِ کریم ﷺ اور یہود بنی قینقاع کے درمیان نقض معاہدہ کا قصہ مشہور ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک یہودی نے اپنی دکان سے سونا خریدنے والی مسلمان خاتون سے چہرہ سے پردہ ہٹانے کا مطالبہ کردیا۔ اس نے انکار کیا تو اس خاتون کو غافل بیٹھی دیکھ کر اس کا کپڑا کسی چیز سے باندھ دیا۔ جب وہ کھڑی ہوئی تو اس کا چہرہ ننگا ہوگیا۔ اس نے زیادتی کا بدلہ چکانے کی صدا بلند کی تو پاس کھڑے مسلمان نوجوان نے یہودی کو قتل کردیا۔ پھر یہودی اکٹھے ہوگئے اور انہوں نے اس نوجوان کو قتل کردیا اور اس کے ساتھ ساتھ ان کی طرف سے معاہدہ توڑنے کے کئی اور اسباب بھی سامنے آ گئے تھے۔

عقدِ نکاح اور اس پر گواہوں کی شرط رکھنے بلکہ حدِ قذف اور حدِ زنا وغیرہ جیسے شرعی احکام پر تدبر کرنے اور ان کی حکمتوں اور اثرات پر غور کرنے اور ان کے بارے میں قوانین پر نظر کرنے سے آپ پر اس موضوع کی اہمیت بخوبی آشکارا ہوجائے گی۔

رشتہ مصاہرت کی بنا پر بہت سے احکام مرتب ہوتے ہیں۔ عقدِ نکاح جیسے مضبوط اور پختہ قانون پر غور کریں، جب آدمی نکاح کا پیغام بھیجتا ہے تو اس کے اپنے احکام ہیں۔ چنانچہ کبھی تو قبول اور کبھی انکار ہوجاتا ہے۔ پھر نکاح کا خواہش مند بعض اوقات دوسروں کی رضامندی حاصل کرنے کی خاطر اپنے گھر والوں اور اپنے دوستوں کی معاونت بھی طلب کرتا ہے اور عورتوں کے سرپرست اور گھر والے رشتہ طلب کرنے والے سے سوال کرتے ہیں اور انہیں بھی قبول یا ردّ کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ اگرچہ اس نے تحفے بھی دیے ہوں اور قبل از نکاح حق مہر بھی دے دیا ہو۔ چنانچہ جب تک عقد مکمل نہیں ہوتا، لڑکی کے اولیا کو خاطب (نکاح کے خواہشمند) کو ردّ کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔

ایسے ہی عقد میں گواہوں کا ہونا ضروری ہے اور نکاح کی تشہیر کرنا شرعی تقاضا ہے، کیونکہ نکاح کی بنا پر کئی احکام مرتب ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ دور والوں کو قریب کرتا ہے اور انہیں صہری رشتہ دار بناتا ہے۔ نکاح کی وجہ سے خاوند پر کئی عورتیں ہمیشہ کے لئے یا بیوی کی

www.KitaboSunnat.com

موجودگی تک حرام ہوتی ہیں۔ مزید طوالت کی یہاں گنجائش نہیں ۔ چونکہ بعد والے موضوع کو سمجھانے کے لئے اس موضوع کی اہمیت یاد دلانا مقصود تھی۔ چنانچہ درج ذیل (حقیقت) پر غور کیجئے ......

☜ سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی بہن کے والد سیدنا علی المرتضیٰؓ اپنی بیٹی اُمّ کلثومؓ کا نکاح حضرت عمر بن خطابؓ سے کرتے ہیں۔

کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمرؓ کے ڈر کی وجہ سے ایسا کیا تھا؟

* ان کی شجاعت کہاں چلی گئی؟

* ان کی اپنی بیٹی سے محبت کہاں گئی؟

* کیا وہ اپنی بیٹی معاذ اللہ ایک دشمن کے سپرد کر سکتے تھے؟

* اللہ کے دین کے معاملے میں ان کی غیرت کہاں گئی؟

اس طرح کے نہ ختم ہونے والے سوالات جنم لیتے رہیں گے یا پھر ہمیں یہ کہنا چاہئے کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ نے حضرت عمرؓ کی خواہش اور اس کے ساتھ رضامندی کی وجہ سے اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کر دیا تھا۔

ہاں حضرت عمرؓ نے حضرت رسولِ کریم ﷺ کی اس بیٹی سے صحیح اور شرعی نکاح کیا تھا، اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں اور یہ نکاح دونوں خاندانوں کے درمیان محبت اور صلہ رحمی پر دلالت کرتا ہے اور ایسا کیوں نہ ہوتا۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ حضرت رسول مقبول ﷺ حضرت عمرؓ کی بیٹی کے شوہر ہیں اور حضرت اُمّ کلثوم بنت علیؓ رضی اللہ عنہما کی حضرت عمرؓ سے شادی سے پہلے بھی دونوں خاندانوں میں مصاہرت قائم تھی۔

☜ دوسری مثال: حضرت امام جعفر صادقؒ کا یہ قول بھی کافی ہے کہ

''ولدنی أبو بکر مرتین'' ''مجھے ابوبکرؓ نے دو مرتبہ جنا ہے۔''

آپ جانتے ہیں کہ امّ جعفر کون ہے؟ یہ اُمّ فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق ہیں اور اُمّ فروہ کی ماں اسماء بنت عبدالرحمن بن ابوبکر الصدیق ہے۔[۳]

دیکھئے یہاں حضرت امام جعفرؒ نے حضرت ابوبکرؓ کا نام لیا ہے، محمد بن ابی بکر کا نام نہیں

www.KitaboSunnat.com

لیا؟ انہوں نے حضرت ابوبکر ؓ کے نام کی صراحت اس بنا پر کی، کیونکہ بعض آپ ؓ کی فضیلت کا انکار کرتے ہیں جبکہ آپ کے بیٹے محمد بن ابوبکر کی فضیلت پر تمام شیعہ متفق ہیں۔

اللہ کو حاضر وناظر جان کر بتائیے کہ انسان کن کے ساتھ فخر کرتا ہے؟؟

قارئین کرام! مہاجرین اور انصار صحابہ کرام ؓ کے حسب ونسب میں غیر معمولی میل جول کو ہر وہ شخص جانتا ہے جسے ان کے انساب کی معرفت حاصل ہے۔ یہاں تک ان کے آزاد کردہ غلاموں کے نسب بھی ان میں داخل ہیں۔ حتیٰ کہ آزاد کردہ غلاموں نے بھی سادات و اشراف قریش کے گھرانوں میں شادیاں کیں۔

- ان میں ایک زید بن حارثہ ؓ ہیں اور یہ وہ واحد صحابی ؓ ہیں جن کا نام قرآن کی سورۂ احزاب میں آیا ہے۔ ان کی بیوی کون تھی؟ وہ تھیں: اُمّ المؤمنین زینب بنت جحش ؓ
- ایسے ہی ایک اسامہ بن زید ؓ ہیں، حضرت رسول کریم ﷺ نے ان کی شادی فاطمہ بنت قیس ؓ قریشیہ سے کی تھی۔ (۴)
- انہی میں سے حضرت سالم ؓ ہیں جو آزاد کردہ غلام ہیں۔ ان کی شادی ان کے آقا حضرت ابوحذیفہ قریشی نے اپنی بھتیجی ہند بنتِ ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے کی تھی اور اس کا باپ قریش کے سادات میں سے تھا۔ (۵)

صحابہ کرام ؓ کے درمیان مصاہرت پر گفتگو بہت طویل ہوجائے گی، اس لئے اہل بیت اور خلفاے راشدین کے درمیان مصاہرت (رشتہ ازدواج) کی چند ایک مثالیں بیان کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق ؓ نے حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی (اُم کلثوم ؓ) سے شادی کی تھی؟

حضرت جعفر بن محمد الصادقؒ کی والدہ محترمہ جن کا تذکرہ گذر چکا ہے، آپ جانتے ہیں کہ ان کی بڑی نانی کون تھی، یہ دونوں (ماں بیٹی) حضرت ابوبکر الصدیق ؓ کی پوتیاں تھیں۔

قارئین کرام! آپ دل سے شیاطین کے وسوسے دھوڈالئے اور گہری سوچ سے کام لیجئے۔ آپ مسلمان ہیں، آپ پر عقل کا مقام مخفی نہیں ہے اور جن آیات میں تدبر اور تفکر کی ترغیب ہے، وہ بہت زیادہ ہیں، ان کی تفصیل بیان کرنے کا یہاں موقع نہیں ہے، اس لئے ہمیں

www.KitaboSunnat.com

چاہئے کہ ہم اپنی عقلوں سے سوچیں اور اندھی تقلید کو چھوڑ دیں اور اس بات سے بچیں کہ بے ہودہ لوگ ہماری عقلوں سے کھیلنا شروع کردیں۔نعوذ باللہ السمیع العلیم من شیاطین الانس والجن

قارئین کرام! کیا یہ بات آپ کو پسند ہے کہ آپ کے باپ دادوں کو گالی دی جائے اور یہ کہا جائے کہ آپ کی عورتوں کی سردار خاتون زبردستی بیاہ دی گئی باوجودیکہ وہ سارے خاندان کی آبرو اور ناک تھی؟

کیا آپ کسی کہنے والے کی اس ژاژ خائی کو پسند کرتے ہیں کہ وہ پہلی خاتون تھی جو ہم سے زبردستی چھین لی گئی؟ اس طرح کے ایسے نہ ختم ہونے والے سوالات اُٹھیں گے۔کون سی عقل اس بے ہودہ گوئی کو پسند کرے گی؟! اور کون سا دل اس بے سروپا بات کو قبول کرے گا؟!

ہم اللہ سے دُعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے دلوں میں ان لوگوں کے متعلق کینہ پیدا نہ کرے جو ایمان دار ہیں۔اے اللہ ہمیں اپنے تمام صالحین بندوں کی محبت نصیب فرما۔آمین!

سیدہ اُمّ کلثوم بنت علی المرتضیٰؓ کے نکاح کے متعلق اثنا عشری روایات

تیسرا موضوع شروع کرنے سے پہلے (مناسب معلوم ہوتا ہے) کہ آپ کے سامنے چند نصوص اور واضح مفہوم والی تصریحات شیعہ کی ایسی کتابوں میں پیش کردی جائیں جو ان کے ہاں معتبر ہیں اور ان کے معتبر علما کی لکھی ہوئی ہیں اور ان میں سیدہ اُمّ کلثوم بنت علی المرتضیٰؓ کی حضرت عمر فاروق سے شادی کا تذکرہ ہے......رضوان اللہ علیہم اجمعین

▣ امام صفی الدین محمد بن تاج الدین جو ابن طقطقی کے نام سے مشہور ہیں اور نامور مؤرخ اور ماہر انساب ہیں، اپنی اس کتاب میں جو انہوں نے ہلاکو خاں کے مشیر خواجہ نصیر الدین طوسی کے صاحبزادے اصیل الدین حسن کی نذر کی تھی، میں بیان کرتے ہیں:

ذکر بنات امیر المومنین علیؓ : وأمّ کلثوم أمها فاطمة بنت رسول الله تزوجها عمر بن الخطاب فولدت له زیدًا ثم خلف علیها عبدالله بن جعفر (ص:۵۸)

''اور اُمّ کلثوم، ان کی ماں حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ تھی۔ان سے حضرت عمر بن خطابؓ نے شادی کی تھی، انہوں نے عمر کے بیٹے زید کو جنا۔ان کی وفات کے بعد حضرت عبداللہ بن جعفر (ہاشمی) نے ان سے شادی کی۔''

www.KitaboSunnat.com

▣ اور اس سلسلے میں محقق سید مہدی رجائی کا قول بھی دیکھئے۔ انہوں نے بھی حوالے ذکر کئے ہیں۔ ▣ ان میں ایک تحقیق حضرت عمر بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم کی طرف نسبت کی بنا پر عمری کہلانے والے علامہ ابوالحسن عمری کی ہے، وہ اپنی کتاب المجدي میں لکھتے ہیں :

والمعول عليه من هذه الروايات ما رأيناه آنفا من أن العباس بن عبد المطلب زوجها عمر برضى أبيها عليه السلام وإذنه وأولدها عمر زيدا

''اور ان روایات سے معتبر بات جو ہم نے ابھی دیکھی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب نے حضرت علیؓ کی رضا مندی اور اجازت سے ان کی شادی حضرت عمر سے کردی اور انہوں نے حضرت عمر کے بیٹے زید کو جنم دیا...... الخ''

☜ بعض لوگوں نے یہاں عجیب وغریب اقوال بھی ذکر کئے ہیں کہ جن میں ایک یہ بھی ہے کہ جس عورت سے حضرت عمرؓ نے شادی کی تھی، وہ ایک جن عورت تھی یا یہ کہ اس نے ان سے صحبت نہیں کی تھی یا یہ کہ اس نے بزورِ بازو چھین کر شادی کی تھی...... الخ

علامہ مجلسی کہتے ہیں کہ اس طرح مفید کا اُصولِ واقعہ سے انکار بھی منقول ہے، لیکن وہ صرف اس چیز کو بیان کرنے کے لئے ہے کہ یہ بات ان کے طرق سے ثابت نہیں ہے۔ ورنہ ان روایات اور عنقریب ذکر ہونے والی اسناد کے بعد یہ ماننے بنا چارہ نہیں کہ جب حضرت عمرؓ فوت ہوئے تو حضرت علیؓ اُمّ کلثوم کے پاس آئے اور انہیں لے کر اپنے گھر چلے گئے۔ اس کے علاوہ اور روایات بھی ہیں جو میں نے بحار الانوار میں ذکر کی ہیں۔ لہٰذا اس واقعہ کا انکار عجیب بات ہے۔ اس بات کا اصل جواب یہ ہے کہ یہ کام تقیہ اور اضطرار کی بنا پر ہوا تھا۔ الخ

(مرآۃ العقول: ج ۲/ص ۴۵)

میں کہتا ہوں کہ شیعہ کے ہاں مستند ترین کتابِ حدیث 'الکافی' کے مصنف نے 'کافی' میں بہت سی احادیث ذکر کی ہیں، ان میں سے ایک حدیث اس باب میں درج ہے :

باب المتوفى عنها زوجها المدخول بها أين تعتد و ما يجب عليها

حميد بن زياد عن ابن سماعة عن محمد بن زياد عن عبد الله بن سنان و معاوية بن عمار عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن المرأة المتوفى عنها زوجها أتعتد في

www.KitaboSunnat.com

بیتها أو حیث شاء ت؟ قال بل حیث شاء ت: أن علیا علیه السلام لما توفی عمر أتی أمّ کلثوم فانطلق بها إلی بیته (فروعِ کافی: ۶/۱۵۵)

''باب اس مسئلہ پر کہ جس مدخولہ عورت کا خاوند فوت ہوگیا ہو وہ عدت کہاں گزارے اور اس پر کیا کچھ واجب ہے۔ حمید بن زیاد، ابن سماعہ سے بیان کرتے ہیں اور وہ محمد بن زیاد سے اور وہ عبداللہ بن سنان اور معاویہ بن عمار سے اور وہ ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا کہ جس عورت کا خاوند فوت ہوجائے وہ عدت کے ایام اپنے گھر میں گزارے یا جہاں کہیں وہ چاہے؟ آپ نے فرمایا: بلکہ جہاں کہیں وہ چاہے۔ جب حضرت عمر فوت ہوئے تھے تو حضرت علیؓ اُم کلثوم کے پاس آئے اور انہیں لیکر اپنے گھر چلے گئے۔''

قارئین کرام! میں نے بعض معاصر شیعہ علما سے اس شادی کے متعلق مراسلت کی تو سب سے تفصیلی جواب محکمہ اوقاف ومواریث کے قاضی شیخ عبدالحمید الخطی نے لکھا۔ ان کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے:

''باقی رہا شہسوارِ اسلام حضرت علیؓ کا حضرت عمر فاروقؓ سے اپنی لختِ جگر کی شادی کا معاملہ تو ہم اس سے نفرت نہیں کرتے اور آپ کے سامنے حضرت رسول اللہ ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہے اور آپؐ تمام مسلمانوں کے لئے اُسوہ تھے اور آپؐ نے اُمّ حبیبہؓ بنت ابی سفیانؓ سے نکاح کیا تھا اور ابوسفیانؓ حضرت عمر فاروقؓ کے مرتبہ ومقام پر نہ تھے۔ اس نکاح کے سلسلے میں جو غبار اُڑایا جاتا ہے اس کا مطلق جواز نہیں ہے۔ باقی رہا تمہارا یہ کہنا کہ ایک جن عورت اُمّ کلثوم کی ہم شکل بن کر ان کی جگہ حضرت عمرؓ بن خطاب کے پاس آئی تو یہ ہنسا ہنسا کر رُلا دینے والا قول ہے اور اس لائق نہیں کہ اس پر توجہ کی جائے اور اس کیلئے وقت صرف کیا جائے اگر ہم اس طرح کی من گھڑت خرافات کی تلاش کریں تو ہمیں بہت سی ہنسا اور رُلا دینے والی باتیں ملیں گی...... الخ

شیخ نے بحث کے اصل قضیے کو نہیں چھیڑا اور وہ یہ تھا کہ خاندانوں کے درمیان ربط کے لئے دلالتِ مصاہرت بغیر اطمینان اور تسلی کے نہیں ہوتی اور اس میں أصہار (سسرالی رشتہ داروں) کے درمیان باہمی اُلفت، اُخوت اور محبت کی دلالت کی صراحت پائی جاتی ہے۔

☜ ایسے ہی آپ پر یہ واضح اور روشن ترین فرق مخفی بھی نہیں ہے کہ مسلمان مرد کی کتابیہ (یہودیہ یا نصرانیہ) سے شادی جائز ہے اور کتابی مرد کی مسلمان عورت سے شادی جائز نہیں

www.KitaboSunnat.com

ہے، اس بات کو بھی ذرا سوچئے......!!

خلاصہ یہ ہے کہ اصحابِ رسولؐ کے درمیان رشتہ مصاہرت آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہے خصوصاً خلفاے راشدین اور حضرت علی المرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اولاد کے درمیان اس طرح اسلام سے قبل اور اس کے بعد بنو ہاشم اور بنوامیہ کے درمیان مصاہرات کے رشتے بھی مشہور ہیں اور ان میں سے زیادہ مشہور رشتہ مصاہرت حضرت رسول کریم ﷺ کا حضرت ابوسفیان اُمویؓ کی لختِ جگر حضرت ام حبیبہؓ سے نکاح کرنا ہے۔

مزید تفصیلات اس مقالہ کے دوسرے حصے میں دیکھیں۔ یہاں اس چیز کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ مصاھرت سے نفسیاتی اور معاشرتی اثرات پیدا ہوتے ہیں، ان میں سے بڑا اثر دونوں خاندانوں کے درمیان محبت کا پھلنا پھولنا ہے ورنہ اسے تسلیم نہ کرنے کی صورت میں بہت سے اثرات رونما ہوتے ہیں اور شاید جو کچھ بیان ہو چکا ہے وہ کافی ہے اور جو کچھ بیان نہیں ہوا، اس کی ضرورت نہیں۔ **وباللہ التوفیق** (جاری ہے)

شادی بیاہ کے لیے رابطہ کیجئے!

شادی بیاہ کے سلسلے میں بچوں اور بچیوں کے والدین رسرپرست ہم سے رابطہ کریں۔ سادگی، دینی روایات کی پابندی اور غیر اسلامی رسم ورواج سے اجتناب کے ساتھ رشتوں کی نشاندہی کے سلسلہ میں اخلاص کے ساتھ تعاون کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

برائے رابطہ: حاجی عبداللہ صاحب

جامع مسجد رحمانیہ پونچھ روڈ، لاہور فون 0333-4422070

عشرہ مبشرہ اور ہاشمی گھرانوں کی باہمی رشتہ داریاں

ہاشمی گھرانہ	دیگر گھرانوں سے نکاح	حوالہ جات
رسول اللہ ﷺ	عائشہؓ بنت ابوبکر تیمیہ قریشیہ حفصہؓ بنت عمر عدویہ قریشیہ رملہؓ بنت ابوسفیان اُمویہ قریشیہ	اس کا تذکرہ تمام کتب ِحدیث وتفسیر اور کتب تاریخ میں ہے۔
اُمّ کلثومؓ بنت علیؓ	عمرؓ بن خطاب عدوی قریشی	اکثر کتب ِحدیث جن کا ذکر ہوا۔
فاطمہؓ بنت حسینؓ	عبداللہ بن عمرو بن عثمان اُموی قریشی	انساب الطالبین ص ٦٥، ابن طقطقی عمدۃ الطالب فی انساب ابی طالب، ص ١١٨ (طبقاتِ شافعیہ: ص ٤٨٣)
صفیہؓ بنت عبدالمطلب والدہ حضرت زبیرؓ	عوام بن خویلد تیمی قریشی	تمام کتب ِشیعہ واہل السنہ
اُمّ الحسن بنت حسین بن علی المرتضیٰ ہاشمیہ قریشیہ	ان سے عبداللہ بن زبیرؓ نے نکاح کیا، شہادت کے بعد ان کے بھائی انہیں اپنے ساتھ لے گئے	منتھی الآمال ص ٣٤١ از شیخ عباس قمی اور تراجم النساء از شیخ محمد اعلمی حائری
رقیہ بنت الحسن بن علی بن ابی طالب	عمرو بن زبیر بن عوام قریشی	منتھی الآمال ص ٢٤٢ از شیخ عباس قمی اور تراجم النساء ص ٣٤٦
حسین الاصغر بن زین العابدین بن حسین السبط	خالدہ بنت حمزہ بن معصب بن زبیر تیمی قریشیہ سے نکاح کیا	تراجم النساء محمد اعلمی حائری: ص ٣٦١

ایسے ہی حضرت سکینہ بنت حسین بن علی المرتضیٰ ؓ کا حضرت مصعب بن زبیر تیمی قریشی سے نکاح بہت مشہور ہے اور اگر کوئی صاحب ان کی باہمی رشتہ داریوں پر تحقیق کرے تو اسے بہت سے تفصیلات لکھنا پڑیں گی کیونکہ ایسے تذکرے بہت زیادہ ہیں۔ واللہ الحمد علی ذلک

www.KitaboSunnat.com